طالب علم کی فضیلت
خصائص و فرائض

سمیع اللہ شفیق محمدی شیخوپوری
متعلم جامعہ سلفیہ فیصل آباد

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔۔۔بسم اللہ الرحمن الرحیم

فلو لا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين و لينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم .(سورة توبه. ۱۲۲)

قال النبی ﷺ طلب العلم فريضة على كل مسلم(ابن ماجه) و قال من يرد الله به خير يفقهه في الدين (صحيح بخاری)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور نبی ﷺ نے فرمایا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا کردیتے ہیں۔

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب بھی ایک قوم نے دوسری قوم کو فتح کیا۔تو مفتوح قوم میں ایک بڑا نقص جہالت تھا۔جب بھی کسی قوم، ملک، شہر، گاؤں یا خاندان کو تباہ و برباد کرنا ہو تو اس کے لئے آسان راستہ یہ اختیار کیا جاتا ہے کہ ان سے علم کی روشنی چھین لی جاتی ہے اس کی نوجوان نسل کے تدبر اور فہم و فراست کو ختم کر دیا جاتا ہے یاد رکھیئے! دنیا میں دو قسم کی جنگ ہے ایک عسکری اور دوسری علمی جنگ۔عسکری جنگ میں ایک ملک، قوم یا سلطنت کو تہہ و تیغ تو کیا جاسکتا ہے اس کو غلام تو بنایا جاسکتا ہے لیکن اس قوم کو فتح نہیں کیا جاسکتا۔جبکہ علمی جنگ سے ایک قوم یا نسل کو فتح کیا جاسکتا ہے۔یا اس طرح سمجھ لیں کہ تلوار یا اسلحہ کے ذریعے ایک جوان کو قتل کیا جاسکتا ہے مگر قلم کے اسلحہ یا علم کے اسلحہ سے ایک معاشرہ یا ایک قوم یا نوجوان کو ایک نئی زندگی ملتی ہے۔عسکری قوت علمی قوت کے تابع ہوتی ہے۔جس قوم میں جتنی علمی صلاحیت ہوگی اس کی عسکری قوت اتنی ہی مستحکم ہوگی۔اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس نے اپنے ماننے والوں کو علم کی طرف زور دیا ہے۔فرمایا" **و سخرلكم ما في السموت و ما في الارض جميعا**" جب نبی اکرم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو اس میں بھی علم ہی کا حکم تھا" **اقراء باسم ربك الذي خلق.خلق الانسان من علق. اقراء و ربك الاكرم.الذي علم بالقلم.علم الانسان ما لم يعلم (سورة العلق)**" جس نے بھی اپنے دامن میں علم کی روشنی کو سمیٹا اللہ تعالیٰ نے اس کو بلند مقام عطا کیا۔یاد رکھیئے! علم ہی کے ذریعے ابراہیمؑ لوگوں کو توحید الٰہی کی طرف بلاتے تھے۔اسی علم کی وجہ سے فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا۔اسی علم کی بدولت اللہ تعالیٰ نے یوسفؑ کو جیل سے نکال کر مصر کے تخت پر بٹھایا۔جبکہ اس سے پہلے یوسفؑ کی قیمت ان کے بھائیوں کی نظر میں "**وشروه بثمن بخس دراهم معدوده**" چند درہم تھی۔اسی علم و حکمت کو پھیلانے کیلئے انبیاء علیہم السلام آئے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا

" هو الذي بعث في الاميين رسولا منهم يتلو عليهم ايته و يزكيهم و يعلمهم الكتاب و الحكمة و ان كانوا من قبل لفي ضلال مبين".(سورة الجمعه. ۲)

علم ہی وہ واحد اسلحہ ہے جس کے ذریعے انسان پوری کائنات کو مسخر کرسکتا ہے۔اور علم ہی انسان کے دل و دماغ کو جلا بخشتا ہے۔سابق بربری کے بقول

العلم فيه حياة القلوب
كما تحيا البلاد اذا مسها المطر
و العلم يجلوا العمى عن قلب صاحبه
كما يجلي سواد الظلمة القمر

دلوں کے لئے علم میں زندگی اسی طرح ہے جس طرح بارش سے زمین زندہ ہوجاتی ہے علم جہالت کو اس طرح دل سے زائل کردیتا ہے جس طرح چاند اندھیرے کو روشن کردیتا ہے۔

قرآن کی روشنی میں :

اللہ تعالیٰ نے علم کی طرف رغبت دلاتے ہوئے فرمایا" **قل هل يستوي الذين يعلمون و الذين لا يعلمون .انما يتذكر اولوا الألباب**" (زمر)

ترجمہ: کہہ دیجئے آپ ﷺ کیا علم والے اور جاہل برابر ہوسکتے ہیں بے شک نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے علم والوں کو اتنی فضیلت دی کہ ان کا ذکر فرشتوں اور نبیوں میں کیا اور فرمایا" **شهد الله انه لا اله الا هو و الملئكة و اولو العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزيز**

الحکیم"(سورۃ آل عمران ۱۸)

علم کی اہمیت کو مزید بڑھاتے ہوئے فرمایا" فلو لا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین و لینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم "(سورۃ التوبۃ) علم والوں ہی کے متعلق فرمایا کہ " انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء"(فاطر: ۳۸) ایک اور جگہ فرمایا کہ " من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً" (سورۃ البقرۃ:۲۶۹) ایک جگہ ارشاد ہے"یرفع اللہ الذین امنوا منکم و الذین اوتوا العلم درجت"(المجادلۃ: ۱۱)

حدیث کی روشنی میں

قرآن مجید کی طرح حدیث پاک میں بھی طالب علم کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے حدیث پاک میں ہے " من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین "(صحیح بخاری) اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارداہ کرتے ہیں اس کو دین کی سمجھ دے دیتے ہیں۔ایک اور مقام پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا"من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللہ حتی یرجع"(ترمذی)

ترجمہ: جو علم حاصل کرنے کیلئے نکلتا ہے وہ اللہ کے راستے پر ہے یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا" ان قلیل العمل ینفع مع العلم وان کثیر العمل لا ینفع مع الجھل"

ترجمہ: بے شک تھوڑا عمل علم کے ساتھ نفع دیتا ہے اور بے شک زیادہ عمل جہالت کے ساتھ نفع نہیں دیتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " اذا جاء الموت طالب العلم و ھو علی تلک الحال مات و ھو شھید "(جامع بیان العلم جلد اول ۴۴) اسی طرح رسول ﷺ نے فرمایا" من طلب علما فادر کہ کتب اللہ عزوجل لہ کفلین من الاجر" جس نے علم کی جستجو کی اور اسے پالیا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے دو حصے ثواب لکھ دیا' و من طلب علما فلم یدر کہ کان لہ کفل من الاجر" جس نے علم کی جستجو کی لیکن اسے نہ پایا اس کے لئے ایک حصہ ثواب ہے۔(جامع بیان العلم)

حضرت ابودرداءؓ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے کہا " فقال یا ابا الدرداء انی جئتک من مدینۃ رسول اللہ ﷺ" میں رسول اللہ ﷺ کے شہر سے آیا ہوں تا کہ اس حدیث کو سنوں۔جسے آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے ابودرداءؓ نے کہا کہ تو صرف حدیث سننے کی غرض سے آیا ہے تجارت وغیرہ کی غرض سے تو نہیں اس نے کہا صرف حدیث سننے کیلئے۔پھر انہوں نے کہا "سمعت رسول اللہ ﷺ یقول "من سلک طریق علم سھل اللہ لہ طریقا الی الجنۃ" جو علم کی تلاش میں نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے راستے کی طرف آسانی فرماتے ہیں پھر فرمایا " وان الملئکۃ لتضع اجنحتھا رضا لطالب العلم " اور فرشتے اس طالب علم کے لئے اپنے پر (بازو) رکھ دیتے ہیں خوشی سے "وان السمٰوت و الارض یستغفر لہ و الحوت فی الماء و ان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب" اور آسمان و زمین کی تمام مخلوق حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں بھی مغفرت کی دعا کرتی ہیں اور یہ کہ عالم کو عابد پر ویسی ہی فضیلت ہے جیسے لیلۃ البدر کے چاند کو ستاروں پر" ان العلماء ورثۃ الانبیاء ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما و انما ورثوا العلم فمن اخذ بہ اخذ بحظ و افر " بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔انبیاء علیھم السلام درھم و دینار کے وراث نہیں بنائے جاتے بلکہ وہ تو علم کے وارث بناتے ہیں۔جس نے علم حاصل کرلیا اس نے بڑی دولت کو پالیا۔(جامع بیان العلم)

اسلاف کی نظر میں متعلم کی فضیلت:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ دو حریص ایسے ہیں جن کی حرص ختم نہیں ہوتی (۱) علم کا حریص (۲) دنیا کا حریص (جامع بیان العلم)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے تلامذہ کو دیکھ کر فرمایا کرتے تھے۔"مرحبا ینا بیع الحکمۃ و مصابیح الظلم خلقان الثیاب جدد القلوب سجن البیوت ریحان کل قبیلۃ " (جامع بیان العلم)

ترجمہ: تم حکمت کے سرچشمے ہو، تاریکی میں روشنی ہو، تمہارے کپڑے پھٹے پرانے ہیں مگر دل تروتازہ ہیں۔تم علم کے لئے گھروں میں قید ہوئے ہو مگر تم ہی قوم کے مہکنے والے پھول ہو۔

عون بن عبداللہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ کمال تقویٰ یہ ہے کہ نیا علم حاصل کرتے رہو، یہ علم پر ظلم ہے کہ اس میں اضافہ کا خیال نہ ہو۔(جامع بیان العلم)

ابن المقفع نے کہا کہ دولت کی یا طاقت کی وجہ سے عزت کی جائے تو خوش نہ ہو کہ یہ عزت ناپائیدار ہے ہاں علم یا دین کی وجہ سے عزت ہو تو خوش ہونا یہی پائیدار

عزت ہے۔

عبداللہ بن ابی جعفر کہا کرتے تھے ''علماء دنیا کیلئے روشنی کا مینار ہیں انہی سے وہ نور پھوٹتا ہے جس سے گم راہ ہدایت پاتے ہیں۔(جامع بیان العلم)

آداب تدریس :

ہر چیز کے اداب واطوار ہوتے ہیں۔جن کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔اگران کی پاسداری نہ کی جائے گی تو آدمی اس چیز کو صحیح طور پر حاصل نہ کر سکے گا۔اسی طرح علم کے حصول کے لئے اس کے آداب کو سامنے رکھنا طالب علم کو اپنے اوپر فرض کر لینا چاہیے ورنہ یہ علم بے آداب کو اپنا ایک ذرہ بھی نہیں دیتا۔ان آداب کو حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے فرماتے ہیں (۱)طالب علم کی نیت کا صحیح ہونا(۲)استاد کا ایک ایک حرف کمال توجہ سے سننا(۳)اس کے بعد غور وخوض سے مضامین کا دل میں اتارنا(۴)ان مضامین کو محفوظ کر لینا(۵)اپنے شاگردوں میں اس کو پھیلانا آگے فرماتے ہیں

''ہر یکے ازیں شروط'

''پنج گانہ یکے فوت کرد'

''درعلم او نقصان پدید آید'

ان کے علاوہ (۶) دیندار ہونا (۷) جھوٹ کبھی نہ بولنا(۸) گناہ اور بدی کے قریب نہ جانا۔کیونکہ علماء نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ سے انسان سئی الحفظ ہو جاتا ہے چنانچہ مشہور ہے کہ

شکوت الی وکیع سوء حفظی

فاوصانی الی ترک المعاصی

ترجمہ: میں (امام شافعیؒ) نے (اپنے استاد) وکیع سے اپنے برے حافظے کی شکایت کی پس اس نے مجھے گناہ چھوڑنے کی نصیحت کی۔

(۱۰)اپنے عمل ،اپنی زبان،اپنے اعضاء کے حرکات و سکنات سے کسی طرح سے استاد کو رنجیدہ نہ کرنا مقولہ مشہور ہے کہ ''باادب بانصیب بے ادب بے نصیب'' اسی وجہ سے اکثر علماء نے کہا ہے کہ ''**من تاذی منه استاذه یحرم برکة العلم**'' جس طالب علم سے استاد نے اذیت پائی وہ طالب علم اس سے پڑھتا بھی ہے تو علم کی برکت اور نفع سے وہ محروم ہو جاتا ہے۔امام طاؤس یمنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''عالم دین کی توقیر وتعظیم سنت نبوی ﷺ سے ثابت ہے بلکہ عالم بمنزلہ والد کے ہے اس کی تعظیم خود علم کی تعظیم ہے۔

خصائص متعلم

(۱) درست نیت :

طالب علم کے لئے سب سے پہلی خصوصیت جس سے اسے مزین ہونا ضروری ہے وہ ہے نیت کی درستگی۔حدیث پاک میں ہے کہ ''**انما الاعمال بالنیات**'' (صحیح بخاری) تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہوتا ہے۔ظاہر کے اعتبار سے شکل وصورت میں اعمال میں کوئی فرق نہیں ہے۔مگر اس عمل میں فرق اگر کرتی ہے تو وہ صرف نیت ہے۔مثلا ایک آدمی بھوکا رہتا ہے سارادن کچھ نہیں کھاتا اس کی نیت روزہ کی نہیں تھی لہذا اس کو روزہ نہیں کہیں گے چاہے وہ کتنے دن ہی بھوکا رہے۔اگر روزے کی نیت سے وہ سارادن بھوکا رہے تو اس کا ثواب عند اللہ اسے ملے گا۔

اس لئے ایک طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ علم کو رضائے الٰہی کے حصول ،آخرت میں کامیابی و سرخروئی،اپنے نفس کو جہالت کی آلودگی سے پاک کرنے جہلاء کے جہل کو دور کرنے ،اسلام کے احیاء اور دین کی بقاء کی نیت سے ،علم پر عمل کرنے کی نیت سے شریعت کو زندہ کرنے اور دل کو روشن کرنے کی نیت سے، قیامت کے دن اللہ کا قرب حاصل کرنے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اہل علم کے لئے اپنی خوشی اور نہایت فضل سے تیار کیا ہے اس کے حصول کی نیت سے علم حاصل کرے۔

حصولِ علم کے لئے فراغت:

قال الله: فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین .(سورة التوبة:۱۲۲)

ترجمہ: ایسا کیوں نہ کیا کہ ان میں سے کچھ لوگ نکلتے کہ دین کی سمجھ پیدا کرتے اور لوٹ کر اپنی قوم میں خوف پیدا کرتے۔

نہ شاخ گل ہی اونچی ہے نہ دیوار چمن اے بلبل
تیری ہمت کی پستی اور تیری کوشش کی کوتاہی

ایک مثالی طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ اپنا تمام تر وقت حصول دین کیلئے صرف کر دے کیونکہ مشہور ہے " **العلم لا یعطیک بعضه حتی تعطیه کلک** ''علم تم کو اپنا تھوڑا (حصہ) اس وقت تک نہیں دے گا جب تک تم اپنے آپ کو پورا علم کے حوالے نہ کرو گے۔یاد رکھیے کہ علم ایسی چیز ہے کہ جس کے ساتھ کسی قسم کی دوسری مشغولیت صحیح نہیں ہے۔

حصول علم کے لئے فراغت اور فکر کا یکسو ہونا ضروری ہے۔اگر فکر منتشر ہو تو تحصیل علم ممکن نہیں۔ضروری

ہے کہ طالبعلم اپنے تعلقات کو کم کرے کیونکہ تعلقات دل کو مقصود سے پھیرنے اور مقصد کے ماسوا میں مشغول کرنے والے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے کسی بشر میں دو سینے نہیں رکھے کہ ایک تعلیم میں مشغول رہے اور دوسرا دنیاوی معاملات میں ۔طالب علم کی شان کے مناسب یہ ہے کہ وہ ہر آن ہر گھڑی ہر وقت علم کے حصول میں لگا رہے۔

ذخیرہ احادیث میں ابو ہریرہؓ کی روایات سب سے زیادہ ہیں۔کیونکہ وہ سب سے زیادہ علم دین کے لئے فارغ رہے خود اس کی وجہ بیان کرتے ہیں۔لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ زیادہ روایات کرتے ہیں میں حضورﷺ کے پاس بھوک کی حالت میں پڑا رہتا تھا۔اس وقت میں کوئی روٹی نہ کھاتا تھا،میرے پاس نہ کوئی عورت نہ کوئی خدمت کرنے والا ہوتا تھا اپنے پیٹ کو بھوک کی وجہ سے کنکریوں سے چمٹا لیتا تھا۔خطیبؒ نے بعض علماء کے متعلق نقل کیا ہے کہ ان کو علم دوکان چھوڑنے باغ اجاڑنے،دوستوں سے ترک تعلق اور اھل قربت کے جنازہ تک میں حاضر نہ ہونے کی وجہ سے ملا ہے۔حتی کہ بعض نے اپنے طلباء کو یہ کہہ رکھا تھا کہ رنگدار کپڑے پہنو تا کہ تمہیں دھونے کی فکر سے مشغول نہ ہونا پڑے۔امام رازی رحمہ اللہ سینکڑوں برس گزرنے پر بھی عربی درسگاہوں کے در و دیوار سے ان کی صدا آرہی ہے ان کو کھانے کے وقت علمی مشاغل و کتب بینی کا موقع فوت ہونے پر افسوس ہوتا تھا فرماتے ہیں "**والله انی لا تأسف فی الفوات عن الاشغال بالعلم وقت الاکل فان الوقت و الزمان عزیزان**"(عیون الابناء)

ابن شھاب زہریؒ نے یونس بن یزیدؒ سے کہا علم سے ضد نہ کرنا۔علم کے میدان بہت سے ہیں تو جس میدان میں بھی اترے گا چلتے چلتے تھک جائے گا اور علم ختم نہ ہوگا البتہ علم کو بتدریج حاصل کر۔لیل و نہار کی سست رفتار کے ساتھ چل کر اسے گرفت میں لا۔یک مشت لینے کی کوشش نہ کر۔کیونکہ جو کوئی یہ کوشش کرتا ہے کچھ نہیں پاتا۔

حصول علم کی حرص اور اس کیلئے سفر:

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

طالب علم کی ایک یہ خصوصیت بھی ہونی چاہیے کہ علم کا حریص ہو اس کے حصول کے لئے مشکلات اور سفر کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اس کے لئے رکاوٹ محسوس نہ ہو۔یاد رہے کہ علم کے لئے یکسو ہونے کے لئے گھر سے دور رہ کر پڑھنا بہتر ہے ہمارے اسلاف نے علم کے حاصل کرنے کے لئے دور دراز کے سفر کئے اس میں جہاں ایک وجہ یہ تھی کہ قریب میں تحصیل علم کے مواقع نہ تھے۔وہاں ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ آدمی یکسوئی میں خوب جی لگا کر پڑھ سکتا ہے۔

مشہور مستشرق پروفیسر مارگریتھ کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ "علم حدیث پر مسلمانوں کو فخر کرنا بجا ہے" مستشرق گولڈز زہیر نے علمائے حدیث کی خدمات کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے کہ "محدثین نے دنیائے اسلام کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک اندلس سے وسط ایشیاء تک کی خاک چھانی اور شہر شہر گاؤں گاؤں کا پیدل سفر کیا تا کہ حدیثیں جمع کریں اور اپنے شاگردوں میں پھیلائیں۔بیشک "رحال" اور "جوال" جیسے القاب کے یہی لوگ مستحق تھے۔"

حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے ایک حدیث کی تحقیق کیلئے مدینہ سے مصر کا سفر کیا۔حضرت جابر بن عبداللہؓ نے ایک حدیث سننے کے لئے مسلسل مہینہ بھر کا سفر کیا خطیب بغدادی کے متعلق ابن جوزی فرماتے ہیں کبھی شب و روز میں ایسی گھڑی نہیں آتی تھی جس میں علم کا یہ نوعمر شیدائی علمی جدوجہد کے سوا کسی اور چیز میں اس (گھڑی) کو صرف کرتا ہو حتی کہ اگر کسی خانگی ضرورت سے مجبوراً اپنا مطالعہ چھوڑنا پڑتا تو کتب احادیث کا کوئی جز ضروری اپنے ہاتھ میں لے جاتے تا کہ راستے میں اسے یاد کرتے جائیں۔بصرہ،اصفہان،نیشاپور جگہ بہ جگہ تحصیل کمال کے لئے پہنچے۔

شارح بخاری حافظ ابن حجرؒ نے اپنے زمانے کے کل مشہور مدارس مثلاً اسکندریہ، شام، حلب بیت المقدس اور یمن وغیرہ کا سفر کیا۔دن رات کے مشاغل حصول علم میں وقف کر دیے تا آنکہ ڈیڑھ سو کتابیں تصنیف کیں۔

حضرت مکحولؒ نے علم حدیث کے لئے مصر،شام حجاز اور عراق کا سفر کیا۔امام رازیؒ فرماتے ہیں پہلی مرتبہ طلب حدیث کے لئے نکلا تو سات سال تک سفر میں رہا۔امام ذہبیؒ امام بخاریؒ کے متعلق فرماتے ہیں کہ انہوں نے بلخ،بغداد،مکہ ،بصرہ،کوفہ،شام،عسقلان،حمص اور دمشق کے علماء سے علم حدیث حاصل کیا۔عبد اللہ بن مبارکؒ نے گیارہ سو محدثین سے علم حاصل کیا۔امام مالکؒ نے نو سو اساتذہ سے ہشام بن عبداللہ نے سترہ سو محدثین سے استفادہ کیا۔

جامع بیان العلم میں حضرت مالک بن دینار سے

منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ اے موسیٰ اب لوہے کے جوتے اور عصاء بناؤ اور علم حاصل کرو۔ یہاں تک کہ جوتے پھٹ جائیں یا پرانے ہو جائیں ۔اور عصا ٹوٹ جائے ۔خطیب طبریزی شارح حماسہ کو ابوالمنصور کی ایک لغت کی کتاب ملی جو کئی چھوٹی چھوٹی جلدوں میں تھی۔اس کے مطالب کو حل کرنے کے لئے وہ شہر کے ایک عالم کے پاس گئے۔انہوں نے کہا ابوالعلاء مصری کے پاس چلے جاؤ۔خطیب ان اجزاء کو تھیلی میں ڈال کر پشت پر لاد کر پا پیادہ طبریزہ سے مصرہ (واقع شام) چل کھڑے ہوئے۔راستے میں کتاب کی جلدیں پسینہ سے ایسی شرابور ہوگئی تھیں کہ بغداد میں لوگوں نے انہیں دیکھا تو گمان کیا کہ پانی سے بھیگ گئی ہیں غرض اسی حال میں خطیب مصرہ پہنچے اور ابوالعلاء کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے مشکلات کو حل کیا۔

حصول علم اور اسلاف:

ایک طالب علم میں یہ خصوصیت بھی موجود ہونی چاہیے کہ طلب علم میں جو مشقتیں آئیں ان کو برداشت کرے اور اکابر کی زندگی کو سامنے رکھے کہ انہوں نے کس طرح مشقتیں جھیلیں جس کی وجہ سے دین ہم تک پہنچا طالب علم کو ان پریشانیوں سے گھبرا کر مایوس نہ ہونا چاہیے

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے
راہ طلب میں جذبہ کامل ہو جس کے ساتھ
خود اس کو ڈھونڈ لیتی ہے منزل کبھی کبھی

یہ بات علم کے ساتھ " جـزء لاینفک" کی طرح ہے کہ علم کے ساتھ مشقتیں اسی طرح لازم ہیں جس طرح پھولوں کے ساتھ کانٹے لازم ہیں۔کسی نے کہا ہے کہ " بـکـل شئی افة و للعلم آفات" ہر چیز کے لئے کوئی نہ کوئی آفت ہے مگر علم کے لئے کئی آفتیں ہیں اس لئے طالبعلم کو اس سے گھبرانا نہیں چاہیے۔بلکہ جوانِ ہمتی سے برداشت کرنا اور جمے رہنا چاہیے ایسے ہی لوگوں کے متعلق حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا" والـذین جاهدوا فینا لنهـدینهم سبلنا" کہ ہم محنت مشقت برداشت کرنے والوں کے لئے راستے کھول دیتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا " انـمـا اجـرک عـلـی قدر نصبک" تمہارا اجر تمہاری مشقت کے بقدر ہوگا۔ایک مقولہ ہے کہ "مـن جد وجد" اور مشہور مقولہ ہے " من طلب شیئا وجد فوجد و من قرع الباب ولج ولج" امام طبرانی سے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ کو بے شمار علوم کیسے حاصل ہوئے فرمایا" کـنـت انـام عـلـی البواری ثلاثین سنة"

بعض حکماء کا قول ہے اے طالب علم ! اگر تو حصول علم کی مشقت کو برداشت نہ کرے گا تو تجھ کو جہل کی مشقت برداشت کرنا پڑے گی۔امام شافعیؒ فرماتے ہیں علم صرف مشقتوں پر صبر کرنے سے حاصل کیا جاتا ہے۔علم کیلئے مشقت برداشت کرنا بڑی بات ہے حتی کہ حضرت موسیٰ نے سفر میں کہا" لـقـد لـقـیـنـا من سفرنا هذا نـصـبـا" تا کہ معلوم ہو جائے کہ علم کے سفر میں مشقت آتی ہے اور وہ تھکن سے خالی نہیں ہوتا (سنو) کسی دوسرے سفر میں حضرت موسیٰ سے یہ ثابت نہیں ہے کیونکہ علم ایک مہتم بالشان کام ہے اور اکثر علماء کے ہاں جہاد سے افضل ہے۔(فتح الباری ۷۷/۹)

کتب بینی :

طالب علم میں کتب بینی کی خصوصیت بھی ہونی چاہیے بعض ایسی چیزیں ہوتی ہیں کہ وہ طالب علم درس میں استاد محترم سے حاصل نہیں کرسکتا۔ہوسکتا ہے کہ دوران درس استاد کو وہ باتیں بتانا یاد نہ رہیں۔جبکہ کتب کا مطالعہ کرنے سے وہ چیزیں طالب علم کو مل جائیں۔درسی کتب کے مطالعہ کے علاوہ غیر درسی کتب کا مطالعہ کرنے کا شوق بھی اس میں ہونا ضروری ہے۔

کتب بینی سے انسان کے علم میں،اس کی فہم و فراست میں اضافہ ہوتا ہے۔خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے پوتے عبداللہ بن عبدالعزیز نے سب سے ملنا جلنا موقوف کردیا تھا۔قبرستان میں رہنے لگے تھے۔ہمیشہ ہاتھ میں کتاب دیکھی جاتی تھی۔ایک مرتبہ اس بارے میں سوال کیا گیا تو کہنے لگے" میں نے قبر سے زیادہ واعظ کتاب سے زیادہ دلچسپ رفیق اور تنہائی سے زیادہ بے ضرر ساتھی کوئی نہیں دیکھا۔حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے مجھ پر چالیس سال اس طرح گذرے کہ سوتے جاگتے کتاب میرے سینے پر رہتی تھی۔امام بخاریؒ سے پوچھا گیا حفظ کی دوا کیا ہے فرمایا کتب بینی۔

امام زہریؒ کا مطالعہ کے وقت یہ عام حال ہوتا تھا کہ ادھر ادھر کتابیں ہوتیں اور ان کے مطالعہ میں اس قدر مصروف ہوتے کہ دنیا و مافیھا کی خبر نہ رہتی۔بیوی کو کب گوارہ ہوتا کہ ان کے سوا کسی اور کی اس قدر گنجائش ہو ایک روز بگڑ کر کہا" والـلـه هذه الكتب اشد علی من ثلث ضـرائر" اللہ کی قسم! یہ کتابیں مجھ پر تین سوکنوں سے زیادہ

بھاری ہیں امام مزنیؒ نے اپنے استاد کی کتاب کا پچاس برس مطالعہ کیا اور خود ہی ناقل ہیں کہ ہر مرتبہ میں مجھ کو نئے نئے فوائد حاصل ہوئے۔امام رازی کو افسوس ہوتا تھا کہ کھانے کا وقت کیوں علمی مشاغل سے خالی گیا۔(العلم و العلماء)

مطالعہ کے آداب:

طالب علم کو چاہیے کہ کوئی سبق بغیر مطالعہ کے نہ پڑھے۔مطالعہ کے لئے رات کا وقت مناسب ہے دن کو تکرار اور رات کو مطالعہ کا اہتمام کیا جائے کیونکہ مطالعہ کے لئے یکسوئی اور انہماک بہت ضروری ہے۔چنانچہ طالب علم کو رات کو جاگنا ضروری ہے۔خطیب بغدادیؒ نے کئی علماء کا معمول ذکر کیا ہے کہ صبح کی اذان تک وہ مذاکرے میں مشغول رہتے تھے۔امام شافعیؒ کا رات کے وقت یہ حال تھا کہ بظاہر سونے والوں کی شکل بنا کر لیٹ جاتے لیکن تھوڑی دیر بعد اپنی باندی کو حکم دیتے وہ چراغ جلاتی اور وہ کچھ لکھتے اور اس کے بعد چراغ گل کر دیتے۔یاد رکھو تم بلندی تک اپنی کوشش سے پہنچو گے۔جو بھی بلندی تک پہنچنے کی خواہش رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ راتوں کو جاگے۔

ایک طالب علم عزت اور ترقی کا خواہش مند بھی ہو اور تمام رات سو کر گزار دے۔شاید اسے یہ معلوم نہیں کہ جس کو موتیوں کی طلب ہوتی ہے اس کو دریا میں غوطہ زنی کرنی پڑتی ہے پھر علم کو اس آرام طلبی سے کس طرح حاصل کر سکتے ہو۔عزائم کی بلندی کے بعد ہی انسان بلند مرتبہ پر پہنچتا ہے۔اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ بغیر مشقت اور تکلیف کے بلندی حاصل ہو جائے تو ایک محال بات ہے جس کی طلب میں وہ اپنی عمر ضائع کر رہا ہے۔

مطالعہ طلوع سے مشتق ہے جس کے معنی واضح ہو جانے کے ہیں۔چنانچہ مطالعہ اس طرح کرنا چاہیے کہ سبق پوری طرح واضح ہو جائے۔سب سے پہلے جتنی عبارت پڑھنی ہو اس کو خوب سمجھے اچھی طرح پڑھ کر عبارت کو درست کرے۔جو الفاظ نئے ہوں انہیں لغت سے دیکھ کر حل کرے۔اگر طالب علم تین باتوں کا لحاظ رکھے اور ان پر عمل کرے تو ان شاء اللہ اس کی استعداد اچھی ہو جائے گی۔

(۱)سبق سے پہلے مطالعہ کرے(۲)سبق سمجھ کے پڑھے بغیر آگے نہ چلے(۳)سبق کے بعد ایک مرتبہ اس کی تقریر کرلی جائے خواہ اکیلے ہو یا جماعت کے ساتھ۔بعض دفعہ ایک کتاب پڑھنے سے جی اکتا جاتا ہے ایسے موقع پر مطالعہ ترک نہیں کرنا چاہیے بلکہ دوسری کتاب سے استفادہ کرے کیونکہ طبیعت جب ایک چیز سے بھر جاتی ہے تو اس میں چلا نہیں کرتی اور چھوڑ دینے میں وقت کا ضیاع ہے کسی شاعر نے کہا ہے۔

کن مستفیدا کل یوم زیادۃ
واسبح فی بحور الفوائد

کہ ہر روز زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرو اور فائدے کے سمندر میں خوب تیرو۔مطالعہ اگرچہ دینی کتب کا ہو لیکن اگر اس وجہ سے ہو کہ ذکر اللہ سے جی گھبراتا ہے اور اس میں جی بہلے گا تو اس کا ثواب نہیں۔ثواب اس وقت ہو گا جب مطالعہ کی نیت اللہ کی رضا کے لئے ہو۔چنانچہ ابن جماعہ نے لکھا ہے نیند کو اتنا ہی کم کیا جائے جس سے ذہن و بدن کو نقصان نہ پہنچے اور آٹھ گھنٹے سے زیادہ بھی نہ سویا جائے۔بلکہ ہو سکے تو کم سوئے۔

تدریس کے آداب:

جس طرح درخت بغیر پانی کے پھلتا پھولتا نہیں ہے اسی طرح طالب علم علم میں کمال بغیر درس کے حاصل نہیں کر سکتا۔اللہ کے نبی ﷺ نے ذکر الٰہی اور علم کی مجلس کو پسند کیا۔طلباء کتنے ہی خوش قسمت ہیں کہ ان کے حلقہ درس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں رحمت ان پر نازل ہوتی ہے اللہ ان کا تذکرہ اپنی مجلس میں فرماتے ہیں۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں دنیا میں علماء کی مجلس کے علاوہ سب کچھ اندھیرا ہے حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ علماء کی صحبت میں بیٹھو اور ان کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے رہو۔کیونکہ اللہ تو رحمت سے مردہ دلوں کو اس طرح زندہ کر دیتے ہیں جس طرح موسلا دھار بارش سے زمین۔

طالب علم کو چاہیے کہ وہ درس میں اپنی ہیئت کو درست کر کے، کپڑوں پر خوشبو لگا کر، پاک صاف اور وضو کر کے جائے۔مسواک کر کے جائے، مجلس میں استاد کے قریب بیٹھنے کی پوری کوشش کرے۔استاد کی کلام کی طرف متوجہ رہے۔نظریں استاد کی جانب ہوں اور مکمل ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھے، استاد کے سامنے اس انداز سے بیٹھے کہ اس کو تکلیف نہ پہنچے یعنی برا محسوس نہ ہو۔دوران سبق استاد سے سوال میں شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے کیونکہ علم سوال و جواب کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔

ایک شخص عبداللہ بن مبارکؒ کے حلقہ میں حاضر ہوا محدثین طرح طرح کے سوال کر رہے تھے اور وہ شخص سوال کرنے میں شرماتا تھا اور چپ بیٹھا رہا۔عبداللہ بن مبارک نے جب یہ محسوس کیا تو ایک پرزے پر یہ شعر لکھ کر بھیجا۔

فاعنت الشیخ بالسوال تجدہ
سلسا یلتقیک بالراحتین

و اذلم تصح حیاح الشکالی
قمت عنہ صفر الیدین
شیخ کوسوالوں سے پریشان کروتم اسے نرم پاؤ گے اور وہ تمہیں ہاتھوں ہاتھ لے گا۔اگرتم بیواؤں کی طرح نہ چلاؤ گے تو جب شیخ کے پاس سے اٹھو گے تو خالی ہاتھ ہوگے'' :

حضرت مکحول سے روایت ہے کہ بنی اکرم ﷺ نے فرمایا بوڑھا آدمی جوان سے علم حاصل کرنے میں شرمائے نہیں۔حسن بصریؒ کا قول ہے جو طالب علم ،طلب علم میں شرماتا ہے اس کا علم حقیر ہوتا ہے۔یادرکھو۔جو سوال میں شرم کرتا ہے اس کا علم بھی لوگوں میں ہلکا ہوتا ہے۔جو خیال کرتا ہے کہ علم کی کوئی انتہا ہے وہ علم پر ظلم کرتا ہے ابراہیم مہدی کا مقولہ ہے کہ بے وقوفوں کی طرح سوال کرو اور عقلمندوں کی طرح یادکرو۔لیکن اس کا بھی خیال رکھے کہ استاد پر زیادہ سوالات کی بوچھاڑ نہ کرے اس نیت سے کہ اپنے علم کو جتلائے۔

موضوع کے مطابق درس میں استاد سے سوال کئے جائیں۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ علم تالا ہے اور سوال اس کی کنجی،حضرت ام عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ رحمت کرے انصاری عورتوں پر ،شرم انہیں علم سمجھنے سے باز نہ رکھ سکی۔حضرت معاویہؓ نے نسابہ عرب،دعبل کو طلب کیا اور عربیت،قبائل نسب اور ستاروں کے متعلق بہت سے سوال کئے۔اس نے معقول جواب دے۔تعجب سے پوچھا دعبل ،تونے یہ سب کیسے جانا ؟اس نے جواب دیا'' میں نے یہ سب بیدار قلب اور پوچھنے والی زبان سے سیکھاہے''(جامع بیان العلم)

یادرکھو!کسی طالب علم کے سوال پر ہنسنا نہیں چاہیے حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی صحابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یارسول اللہ!کیا ہم جنت میں اپنے کپڑوں کو اپنے ہاتھوں سے سیئں گے صحابہ ہنس پڑے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس جاہل پر کیوں ہنستے ہو جو ایک عالم سے سوال کررہا ہے؟خطیب بغدادی کہتے ہیں طالب علموں کو چاہیے جب استاد کی موجودگی میں کوئی طالب علم غلط جواب دے تو اس پر رد نہ کریں اور یہ معاملہ استاد پر چھوڑ دیں حتی کہ استاد خود اس غلطی کا جواب دیں۔طالب علم کو چاہیے کہ سبق سے ناغہ نہ کرے۔علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ میں سبق میں پہنچنے کیلئے اس قدر دوڑا کرتا تھا کہ دوڑنے کی وجہ سے میری سانس پھولنے لگتی تھی۔

حصول علم میں رکاوٹیں :

افلاس :

انسانی حوصلوں کو پست کرنے والی ہمتوں کو ختم کردینے والی اور عزم واستحکام اور ارادے کو مسمار کردینے والی سب سے خطرناک چیز مفلسی ہے۔جو بلند خیالیوں کے سرچشمے کو معدوم کردیتی ہے

یہ بات حقیقت ہے کہ افلاس ایک طالب علم کے مصمم ارادوں اور بلند خیالوں کے قصروں کو تہہ تیغ کردیتا ہے خدا جانے کتنے ذکی اور ہوشیار طلباء کا خون اس افلاس کے سر ہے اور کس قدر صلاحیتیں اس کے ہاتھوں ضائع ہوئی ہیں۔ایسی صورت میں ایک طالب علم حصول علم کی جگہ حصول معاش کی طرف سوچ اور فکر کرتا ہے اور نتیجہ میں وہ علم کی دولت چھوڑ کر افلاس کے ہاتھوں مجبور معاش کی طرف بھاگتا ہے۔الا ماشاءاللہ طالب علم کو چاہیے کہ افلاس کی صورت میں اپنے اسلاف کو یاد کرے کہ ان کی زندگی میں بھی ایسے حالات آئے ان حضرات نے اس کا مقابلہ کس طرح کیا۔صبر کے ساتھ علم کی منازل کو طے کرتے رہنا چاہیے۔ہمارے اسلاف نے حصول علم کی خاطر اپنی ساری ساری زندگیاں وقف کررکھی تھیں کہ اس سعی جمیلہ میں گھربار کی ساری کی ساری پونجی لٹانے کے بعد بھی بڑی سے بڑی آزمائش ان کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہ کرسکی۔

حضرت ربیعہؒ نے حصول علم کی خاطر اپنے گھر کی چھت کی کڑیاں تک بیچ دیں اور اس حال سے بھی گزرے کہ خس وخاشاک کے ڈھیر سے کھجوروں کے ٹکڑے چن چن کر کھانے پڑے۔یحیٰی بن معینؒ نے علم حدیث کے لئے ساڑھے دس لاکھ درہم کی رقم خرچ کرڈالی اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ان کے پاؤں میں پہننے کیلئے جوتا تک باقی نہ رہا۔عمر بن حفص بیان کرتے ہیں کہ ہم بصرہ میں محمد بن اسماعیلؒ کے ساتھ حدیث لکھا کرتے تھے۔چندونوں کے بعد محسوس ہوا کہ بخاریؒ کئی دن سے درس میں نہیں آرہے۔تلاش ہوئی ہم لوگ ان کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ ایک اندھیری کوٹھڑی میں پڑے ہیں۔بدن پر ایسا لباس نہیں جسے پہن کر باہر نکل سکیں۔دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ زادِ سفر ختم ہوچکا ہے لباس تیار کرنے کیلئے بھی پیسے نہیں آخر طلباء نے مل کر رقم جمع کی لباس خرید کر دیا جسے پہن کر وہ درس میں شامل ہوئے۔(سیرت امام بخاریؒ)

ابوالمنصور فارابیؒ زمانہ طالب علمی میں اتنے تہی دست تھے کہ چراغ کا تیل نہیں خرید سکتے تھے رات کو پاسبانوں کی قندیلوں کی روشنیوں میں مطالعہ کرتے تھے۔حضرت ابوہریرہؓ سے لوگوں نے کہا کثرت سے روایات بیان کرتے ہو تو فرمایا میرے مہاجرین بھائی بازاروں میں ،انصاری بھائی تجارت وغیرہ میں مشغول رہتے تھے اور ابوہریرہ بھوک کے پیٹ حضور ﷺ کے پاس پڑا رہتا تھا۔اور ان مجلسوں میں حاضر ہوتا جس میں یہ لوگ

حاضر نہیں ہوتے تھے۔

بے آب زمینوں کی جو گود میں پلتے ہیں
چشمے انہیں لوگوں کی ٹھوکر سے ابلتے ہیں

بری مصاحبت:

عن المرء لا تسئل وابصر قرينه
فكل قرين بالمقارن يقتدي

(کسی آدمی کے حالات معلوم کرنے کے لئے خود) اس آدمی سے نہ پوچھ بلکہ اس کے دوستوں کو دیکھو کیونکہ دوست اپنے دوست ہی کی چال چلتا ہے۔

ایک ذہین طالب علم جب اس محفل کو اپناتا اور اختیار کرتا ہے جس کا چال چلن بہت خراب ہوتا ہے یا ایسے دوست اس کے ہم لقمہ بنتے ہیں جو اوارہ قسم کے ہوتے ہیں جب ایک ذکی طالب علم ان کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو ایک وقت وہ تعلیم سے نظریں چرانا شروع کر دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ درس کو الوداع کہہ کر علم کی شمع سے دور بھاگ جاتا ہے لہذا برے دوستوں کی صحبت ایک طالب علم کے لئے حصول علم میں بڑی رکاوٹ ہے۔اس کا حل صرف یہی ہے کہ ایسے دوستوں سے اجتناب کیا جائے۔بنی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ صالح ہمنشین کی مثال مشک بیچنے والے کی طرح ہے اگر اس سے مشک نہ بھی ملے تب بھی اس کو خوشبو تو پہنچے گی اور برے ہمنشین کی مثال بھٹی والے کی طرح ہے کہ اگر چنگاری گر گئی تو بدن جل جائے گا اور اگر چنگاری نہ بھی گرے تو اس کا دھواں اور بو تو پہنچے گی۔

حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا صلحا کی مجلس میں بیٹھا کر اس سے تو بھلائی کو پائے گا۔اگر ان پر رحمت نازل ہوگی تو بھی اس میں شریک ہوگا اور بروں کی صحبت میں کبھی نہ بیٹھا کر اس سے بھلائی کی توقع نہیں اور کسی وقت ان پر آفت نازل ہوئی تو تو بھی ان میں شریک ہوگا۔حضرت عبداللہ بن عباس سے پوچھا گیا کن لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے آپ نے فرمایا ”جس کے دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آ جائیں، جس کی بات سے علم میں اضافہ ہو اور جس کے عمل سے آخرت کی یاد تازہ ہو جائے“ اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہر بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے مگر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔یہ ماحول کا اثر ہے کہ اسلام پر ولادت ہونے کے باوجود ماں باپ کے ماحول اور ان کی صحبت کے تاثر سے بچہ اپنی اس خداداد صلاحیت کو کھو دیتا ہے۔

دنیا کی حرص:

پھول تو دو دن بہار جاں فزا دکھا گئے
حسرت ان غنچوں پر جو بن کھلے مرجھا گئے

ہر خوبصورت نظر آنے والی چیز خوبصورت نہیں ہوتی۔مگر ایک طالب علم دوران تعلیم دنیا والوں کو ناز و نعم میں پلتے دیکھتا ہے پھر اس کا اپنی زندگی سے موازنہ کرتا ہے تو حصول دنیا کی خواہش اس میں جنم لیتی ہے شیطان اس کو آمادہ کرتا ہے کہ یہ علمی درس گاہیں تیرے لئے قید خانہ ہیں متعلم کے ذہن میں پہلے ایک سوچ ہوتی ہے کہ میں نے پڑھ لکھ کر پیسا کمانا ہے شیطان اس کی اس فکر اور سوچ کو مزید تقویت دیتا ہے یہاں تک کہ وہ تعلیم سے راہ فرار اختیار کر جاتا ہے۔اس کا صرف ایک حل ہے کہ والدین اپنے بچوں میں بلند خیالیاں اور بچوں کو اچھی سوچ فکر مہیا کرے۔بچوں کے ذہن میں یہ بات بٹھائے کہ اس علم کی بدولت اصل دولت ملے گی اس کے ذہن سے مال کی حوس کو زائل کرے اس بچے کی ذہنی تربیت اس انداز سے کریں کہ اس کے دل میں تڑپ پیدا ہو کہ میں نے ایک معاشرے کی اصلاح کرنی ہے اور اس کیلئے مجھے علم حاصل کرنا ہوگا پھر وہ عملی طور پر اس طرف گامزن ہو۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

احساس کمتری:

تمنا آبرو کی ہو اگر گلزار ہستی میں
تو کانٹوں میں الجھ کر زندگی کرنے کی خو کر لے
ہر درد مند دل کو رونا میرا رلا دے
بے ہوش جو پڑے ہیں شاید انہیں جگا دے

تاریخ جس کو اپنے ماتھے کا جھومر بنانا چاہتی ہے وہ اس شخص کی ذات پات، رنگ و نسل اور شخصیت کو نہیں دیکھتی بڑی ایسی شخصیات بھی گزری ہیں کہ تاریخ نے ان کو زمین کی پستیوں سے اٹھایا اور اوج ثریا پے جا مقیم کیا۔انہوں نے زمانے کی کایا پلٹ دی۔عظیم شخصیات کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ان میں سے اکثر ایسے ہونگے کہ پیدا ہوئے تو والدین کا سایہ اٹھ گیا، گھر کے حالات بالکل ناسازگار، دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں، آجکل جو ذات پات کی بیماری پیدا ہوگئی ہے کہ جو ذات کے لحاظ سے کمتر ہے اس کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے وہ عظیم شخصیات ذات و نسل کے اعتبار سے بھی کمتر تھے مگر انہوں نے ہمت کے دامن کو نہیں چھوڑا دنیا نے دیکھا کہ وہ لوگ اپنے دور کے ہیرو کہلائے۔یاد رکھیئے!

ایک طالب علم کو حصول علم کی شاہراہ سے ہٹانے والا سب سے بڑا دشمن احساس کمتری ہے۔اس دشمن کو جنم دینے والا سب سے پہلا طالب علم کا خاندان ہے پھر معاشرہ، ساتھی اور بعض دفعہ اساتذہ ہوتے ہیں۔اگر بیچارہ طالب علم ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتا ہے تو اس کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی جاتی ہے کہ تو چونکہ ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتا ہے معاشرے میں تیری کوئی وقعت نہیں دنیا میں تیری کوئی عزت اور مقام نہیں۔تو ایک ٹشو پیپر کی طرح ہے جو چاہے جیسے چاہے تجھے استعمال کرے

۔یہ باتیں اسکے ذہن میں نقش کر جاتی ہیں۔پھر جب گھر کے ماحول سے معاشرے میں پہنچتا ہے یا درس اور ہم جولی ساتھیوں میں جاتا ہے تو ہر کوئی اسے حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اس کے ذہن میں وہی باتیں سچ ہوتی نظر آتی ہے وہ بے چارہ ہمت ہار جاتا ہے اس کی تمام صلاحیتیں ماند پڑجاتی ہیں۔بعض دفعہ اساتذہ دوران درس بھی ایسی باتیں کر دیتے ہیں جو اس کیلئے زہر قاتل ہوتی ہیں۔واللہ یہ سب کچھ میری آنکھوں دیکھا حال ہے۔اس کا حل صرف اور صرف یہ ہے کہ طلباء کو اپنے اسلاف کی زندگیاں اپنے لئے نمونہ بنانی چاہییں۔

اور لوگوں کی باتوں سے قطع نظر اپنے مشن پر گامزن رہنا چاہیے۔یاد رہے گلاب کے پھول میں اگر خوشبو آتی ہے تو اس وجہ سے کہ اس نے کانٹوں میں رہ کر زندگی بسر کرنا سیکھی۔والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کی تربیت اس انداز سے کریں کہ ان کے اندر اس طرح کے احساس پیدا نہ ہوں وہ سب کچھ کر سکتے ہیں اور اساتذہ کو بھی چاہیے کہ ایسے طلباء کی حوصلہ افزائی کریں نہ کہ دل آزاری۔

حق تلفی:

آجکل ہر کوئی اپنے حقوق کا خیال تو رکھتا ہے لیکن دوسرے کے حقوق کی پاسداری نہیں کرتا۔یہ بات اکثر دیکھنے میں آئی ہے کہ والدین اپنی اولاد سے،استاد اپنے شاگرد سے،افسر اپنے نوکر سے،نیز ہر زور والا کمزور سے اپنے حقوق تو طلب کرتا ہے یا ان کو جتاتا ہے مگر دوسرے کے حقوق کو بھول جاتا ہے۔اکثر مقولہ مشہور ہے ”جس کی لاٹھی اس کی بھینس“

میں نے اکثر مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر طلباء کو حصول علم میں حق تلفی رکاوٹ رہتی ہے۔خواہ کوئی دنیاوی ادارہ ہو یا دینی درس گاہ۔ایک غیرت مند انسان یا طالب علم یہ بات برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کے حقوق کو سلب کر لیا جائے اور ہر کوئی اس سے اپنا حق بزور بازو حاصل کرے۔خاص طور پر ایک طالب علم کے ساتھ اکثر یہ واقع پیش آتا ہے ایک طالب علم کی زندگی کے قاتل جہاں دوسرے عوامل ہیں وہاں خود ایک ادارہ بھی ہے۔آجکل جس کے پاس اقتدار ہے وہ زیر اقتدار افراد پر اپنے حکم مسلط کرتا ہے۔

سکولوں کالجوں اور مدارس میں بھی ایسی صورت حال ہے کہ جو طالب علم اثر و رسوخ والا ہوتا ہے اس کی بات ہر کوئی سنتا ہے اس کی عزت ہر کوئی کرتا ہے مگر جو غریب ہوتا ہے اس کو ہر طرح کے قانون میں جکڑا جاتا ہے اس بیچارے پر ہر قسم کی سختی کی جاتی ہے اگر اپنے حقوق کا مطالبہ کرے تو دوسرے لمحے سکول کالج و مدارس سے باہر پھینک دیا جاتا ہے۔اس کا صرف یہی قصور ہے کہ اس نے اپنے حقوق کے حصول کیلئے نعرہ لگایا۔

لہذا ایک اچھا ذہین طالب علم اس طرح کی حق تلفی کو دیکھ کر یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوتا ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو منظر عام پر نہ لائے پھر وہ طالب علم ایسے سکول،کالج اور درس کو چھوڑ کر اپنے دامن میں آہ،سسکیوں اور جبر و ستم اور مایوسیوں کو لے کر گھر روانہ ہوتا ہے۔”واللہ“ میں نے ایسے بہت سے طالب علم دیکھے ہیں کہ جن کے ارادے بہت بلند،جن کی ہمتیں بہت مصمم اور صلاحیتیں ناقابل فراموش ہیں مگر ایک وقت مجبور ہو کر وہ اپنی ہمت ہار بیٹھے میری سکولز کالجز اور مدارس کے پرنسپلز سے درخواست ہے خدارا کسی کے حقوق کو غصب نہ کریں۔بلکہ ایسے طلباء کے حقوق کو پورا کیا جائے۔اور انکی خداداد صلاحیتوں سے بھر پور فائدہ اٹھایا جائے۔

وما توفیقی الا باللہ

بے ثباتی زیست :

رشحاتِ فکر:

شہیدِ اسلام محمد خان نجیب شہید رحمۃ اللہ علیہ

دنیا کی بے ثباتی کا کون گواہ نہیں۔زندگی کی بے وفائی کا کسے احساس نہیں۔رنگ و بو کے اس جہاں میں کیسے کیسے ذیشان لوگ آئے۔آب و گل کی اس کائنات میں کن کن باجبروت شخصیتوں نے جنم لیا۔لیکن ان کی شعلہ بار آنکھیں،تنی ہوئی گردنیں،اور ابھرے ہوئے سینوں کا نشان تک باقی نہ رہا۔جس زمین پہ وہ تکبر سے چلتے تھے اس زمین کی مٹی انہیں نگل گئی اور اگر زندگی کی حقیقت یہی ہے تو پھر یہ چھینا جھپٹی،یہ نفسا نفسی اور مادہ پرستی کیوں،اور کس لئے؟

انسان یہ نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جو زندگی عطا کی ہے وہ محض چند روزہ ہے۔یہ زندگی عیش و عشرت کیلئے نہیں بلکہ ایک امتحان ہے جس سے سب کو گزرنا ہے۔اور اس امتحان کے واسطے تیاری ناگزیر ہے۔کہ جس پہ اس کی ابدی زندگی کی بہتری یا ابتری کا انحصار ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆